روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۴/۳۹ | اتوار ۱۵ شوال ۱۴۰۹ھ ہجری ۲۱ ہجرت ۱۳۶۸ھ ۲۱ مئی ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۱۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارِ احمدیہ

لندن سے آمدہ اطلاع کے مطابق سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

حضور لندن میں بھرپور خدماتِ دینیہ میں مصروف ہیں۔ احباب دعائیں جاری رکھیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے پیارے اور محبوب آقا کو جلد فتح یاب اور کامیاب واپس لائے۔ اور ہم سب احمدیوں کو حضور کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے رکھے۔

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

جب اللہ تعالیٰ نے مہلت دی ہے اس وقت اُسے راضی کرنا چاہیئے۔ لیکن جب اپنی سیہ کاریوں اور گناہوں سے اُسے ناراض کر لیا اور اس کا غضب اور غصہ بھڑک اٹھا۔ اس وقت عذابِ الٰہی کو دیکھ کر توبہ استغفار شروع کی اس سے کیا فائدہ ہوگا جب سزا کا فتویٰ لگ چکا۔

یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی شہزادہ بھیس بدل کر نکلے اور کسی دولتمند کے گھر جاکر روٹی یا کپڑا پانی مانگے اور وہ باوجود مقدرت ہونے کے اس سے مسخری کریں اور مٹھے مار کر نکال دیں۔ اور وہ اسی طرح سارے گھر پھرے۔ لیکن ایک گھر والا اپنی چارپائی دے کر بٹھائے اور پانی کی بجائے شربت اور خشک روٹی کی بجائے پلاؤ دے اور پھٹے ہوئے کپڑوں کی بجائے اپنی خاص پوشاک اُس کو دے تو اب تم سمجھ سکتے ہو کہ وہ چونکہ دراصل تو بادشاہ تھا اب ان لوگوں سے کیا سلوک کرے گا۔ صاف ظاہر ہے کہ ان کم بختوں کو جنہوں نے باوجود مقدرت ہونے کے اس کو دھتکار دیا۔ اور اس سے بدسلوکی کی سخت سزا دے گا اور اس غریب کو جس نے اس کے ساتھ اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھ کر سلوک کیا وہ دے گا جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۶۴، ۲۶۵)

"دیکھو اب کام تم کرتے ہو۔ اپنی جانوں اور اپنے کنبوں پر رحم کرتے ہو۔ بچوں پر تمہیں رحم آتا ہے۔ جس طرح اب اُن پر رحم کرتے ہو۔ یہ بھی ایک طریق ہے کہ نمازوں میں اُن کے لئے دعائیں کرو۔ رکوع میں بھی دعا کرو۔ پھر سجدہ میں دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ اس بلا کو پھیر دے۔ اور عذاب سے محفوظ رکھے۔ جو دعا کرتا ہے وہ محروم نہیں رہتا۔ یہ کبھی ممکن نہیں ہے کہ دعائیں کرنے والا غافل پلید کی طرح مارا جاوے۔ اگر ایسا نہ ہو تو خدا کبھی پہچانا ہی نہ جاوے وہ اپنے صادق بندوں اور غیروں میں امتیاز کر لیتا ہے۔ ایک پکڑا جاتا ہے۔ دوسرا بچایا جاتا ہے۔ غرض ایسا ہی کرو کہ پورے طور پر تم میں سچا اخلاص پیدا ہو جاوے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۶۶)

"شرک تین قسم کا ہے۔ اوّل یہ کہ عام طور پر بت پرستی درخت پرستی وغیرہ کی جاوے۔ یہ سب سے عام اور موٹی قسم کا شرک ہے۔ دوسری قسم شرک کی یہ ہے کہ اسباب پر حد سے زیادہ بھروسہ کیا جاوے۔ کہ فلاں کام نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا۔ یہ بھی شرک ہے۔ تیسری قسم شرک کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود کے سامنے اپنے وجود کو بھی کوئی شئے سمجھا جاوے۔ موٹے شرک میں تو آجکل اس روشنی اور عقل کے زمانہ میں کوئی گرفتار نہیں ہوتا۔ البتہ اس مادی ترقی کے زمانہ میں شرک فی الاسباب بہت بڑھ گیا ہے۔ طاعون کے پھیلنے پر یہ کوئی خیال نہیں کرتا کہ شامتِ اعمال سے پھیلی ہے اور اَور اسباب کی طرف توجہ کرتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۸۷، ۲۸۸)

میری ہمشیرہ عزیزہ امۃ الباسط صاحبہ بنت ملک مبارک احمد صاحب (اللہ انکے درجات بلند کرے) سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ کا نکاح بہرہ مکرم محمد طارق چوہدری صاحب ابن مکرم چوہدری محمد رفیق صاحب آرکیٹیکٹ حال لندن بعوض ایک لاکھ روپیہ حق مہر مورخہ ۷ فروری ۱۹۸۹ء کو بعد نماز ظہر بیت المبارک ربوہ میں محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت نے پڑھا۔ اور دعا کرائی مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ خاندانِ حضرت اقدس اور سلسلہ کے دیگر بزرگان کی ایک بڑی تعداد اس موقع پر موجود تھی۔ تقریب رخصتانہ کے موقع پر حضرت مولوی محمد حسین صاحب رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ نے دُعا کرائی۔

احباب سے درخواست ہے کہ اس رشتہ کے ہر جہت سے کامیاب ہونے اور مثمر بثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے دعا کریں۔

(ملک مظفر احمد - دارالرحمت غربی)

۳۱ مئی آخری تاریخ

جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ پاکستان کو یہ پروگرام دیا گیا تھا کہ وہ ۲۳ مارچ کے حوالے سے یوم بانی سلسلہ احمدیہ منانے کا اہتمام کریں۔ اور اس کے لئے ۳۱ مئی آخری تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ خدا کے فضل سے اکثر جماعتیں اس پروگرام پر عملدرآمد کر چکی ہیں۔ لیکن بعض جماعتوں میں اس پروگرام کی تعمیل نہیں ہوئی۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا جملہ امراء صاحبان و مربیان کرام کی خدمت میں بطور یاددہانی گزارش ہے کہ وہ ۳۱ مئی سے پہلے پہلے "یوم بانی سلسلہ احمدیہ" سے متعلق پروگرام کی تعمیل کر کے اپنی رپورٹیں نظارت اصلاح و ارشاد میں جلد بھجوا دیں۔

(نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ ۔ قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۱ ہجرت ۱۳۶۸ھش ۲۱ مئی ۱۹۸۹ء

دعا اور ایمان کی پختگی

دعا کے فلسفہ پر غور کریں تو بہت سی باریک در باریک باتیں سامنے آئیں گی اور جتنا ان کے متعلق سوچا جائے گا اتنا ہی انسان یہ محسوس کرے گا کہ انسان کس کس طرح اپنے عجز کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کس کس رنگ میں اپنی قدرت کے جلوے ظاہر کرتا ہے بظاہر دعا کے متعلق دو موٹی باتیں سامنے آتی ہیں ۔ ایک تو یہ کہ دعا قبول ہو جاتی ہے اور دوسرے یہ کہ بعض اوقات دعا قبول نہیں بھی ہوتی ۔ جب دعا قبول ہو جاتی ہے تو انسان کو ایک لامحدود قسم کی خوشی میسر آتی ہے بلکہ بعض لوگوں میں تو دعا کی قبولیت ایک قسم کی انا پیدا کر دیتی ہے ۔ لیکن جب دعا قبول نہیں ہوتی تو اس صدمے کو برداشت کرنے کے لئے ایمان کی پختگی کی ضرورت پیش آتی ہے ۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں " جب خدا پر سچا ایمان ہو کہ وہ مری دعاؤں کو سننے والا ہے تو یہ ایمان مشکلات میں بھی ایک لذیذ ایمان ہو جاتا ہے اور غم میں ایک اعلیٰ یاقوتی کا کام دیتا ہے "۔

یہ احساس کہ دعا قبول نہیں ہوئی ۔ صرف ہمارا احساس ہی ہوتا ہے ۔ اور اس احساس میں ہمارا سہارا ہمارے ایمان کی پختگی ہوتی ہے پس یہ لازمی ٹھہرا کہ دعا سے پہلے ہم اپنے ایمانوں کو بھی پختہ کریں ۔ کون جانے ظاہرہ طور پر دعا کا کیا نتیجہ نکلے ۔ آخر یہ خدا کو آزمانے والی بات تو ہے نہیں ۔ آزمائے تو ہم خود جاتے ہیں ۔ اگر ایمان پختہ ہو تو یہ آزمائش دعا کی بظاہر نامقبولیت کے باوجود ہمیں بشاشت سے بہرہ ور کرے گی اور ہمیں مضبوط ستون کی طرح قائم رکھے گی ۔ اور یہی ہماری ضرورت ہے ۔ اور یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے کہ حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے الفاظ ہیں " یہ دعائیں حقیقت میں بہت قابلِ قدر ہوتی ہیں اور دعاؤں والا آخر کامیاب ہو جاتا ہے " حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ ضرور شروع ہی سے کامیاب ہوتا ہے بلکہ فرمایا یہ ہے " آخر کامیاب ہو جاتا ہے "۔

ہمیں ایمان کی پختگی کے ساتھ دعائیں کرنی چاہئیں اور اس یقین پر قائم رہتے ہوئے کہ دعائیں کرتے ہوئے ہمیں آخرکار کامیاب ہونا ہی ہے ۔

پیار آتا ہے پیار کرتا ہوں
تجھ پہ جاں بھی نثار کرتا ہوں
لوگ کہتے ہیں تیرا لے کر نام
میں انہیں دلفگار کرتا ہوں

——— ابوالاقبال

ہاتھوں میں مرے زہر کا پیالہ ہے تو کیا ہے
رسوائی مرے دل کا حوالہ ہے تو کیا ہے

گمبھیر اندھیروں میں چمکتی ہے مری ذات
اب نرغۂ قدغن میں اجالا ہے تو کیا ہے

دشمن بھی تو انساں ہے مرے دوست کی مانند
میں نے اسے گرتے کو سنبھالا ہے تو کیا ہے

ہر بات مری کل کی نظر میں ہے خوش آئند
محفل سے مجھے آج نکالا ہے تو کیا ہے

میں گھر کی منڈیروں پہ دیئے رکھ کے ہوں مسرور
مہتاب کے گرد آج بھی ہالہ ہے تو کیا ہے

ہے سر بفلک حوصلہ و ہمتِ مرداں
راہوں میں اگر کوئی ہمالہ ہے تو کیا ہے

ہمکو تو فقط اس کی پرستش سے غرض ہے
مندر ہے تو کیا اور شوالہ ہے تو کیا ہے

وہ دیکھ رہا ہے مرے جذبات کی لہریں
کنکر مرے دریا میں جو ڈالا ہے تو کیا ہے

ناواقفِ نیک و بد انسان نہیں میں
تو نے مرا کردار کھنگالا ہے تو کیا ہے

وہ درپے کردار کشی تھے ہمہ صورت
میں نے جو کبھی خود کو اچھالا ہے تو کیا ہے

میں نے بھی بدل دی ہے نسیم اس کی طبیعت
کچھ کچھ مجھے اس شخص نے ڈھالا ہے تو کیا ہے

——— نسیم سیفی ———

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منصور احمد مبشر

نظامِ وصیّت

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی مبارک زندگی کے آخری دور میں اللہ تعالیٰ سے اذن پاکر جماعت احمدیہ کی تابناک مستقبل کی خاطر ایک عظیم روحانی پروگرام جماعت کے سامنے پیش کیا جس کو نظام وصیت کہا جاتا ہے۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ گاہے بگاہے اس بابرکت نظام کے بارے میں ضروری معلومات بذریعہ مضامین الفضل کے قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی رہیں۔ تاکہ ازدیاد ایمان کے ساتھ ساتھ نیکیوں میں آگے بڑھنے کی مزید خواہش پیدا ہوتی رہے۔ اور جو احباب محض اس نظام سے اچھی طرح واقف نہ ہونے کی وجہ سے اس نظام سے باہر ہیں۔ وہ استفادہ فرما سکیں۔ اور احمدیت کی دوسری صدی کے تابندہ و درخشندہ دور کے شروع ہونے کے ساتھ ہی نظام وصیت میں شامل ہونے کا قابل قدر تحفہ وصول فرما سکیں

۲۴۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ایک رسالہ جو الوصیت کے نام سے جماعت میں مشہور و معروف ہے۔ شائع فرمایا جس میں اپنی وفات کے متعلق الہامات درج فرماتے ہوئے اپنے بعد نظام قدرت ثانیہ کے قیام کی خوشخبری دی اور اسی کتاب میں حضور نے منشائے الٰہی کے مطابق بہشتی مقبرہ کے قیام اور اس میں دفن ہونے والوں کے لئے ہدایات و شرائط بیان فرمائیں۔

حضور نے اس بارہ میں نصیحت فرمائی کہ:۔

جہاں تک ممکن ہو اس نظام کی تشہیر کریں اور اپنی آئندہ نسل کے لئے بھی اس کو محفوظ رکھا جائے۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتا دیا تھا کہ اب آپ کے وصال کا وقت قریب ہے۔ لہٰذا حضور نے اپنی جماعت کو مختلف وقتوں میں مختلف حسین پیراؤں میں نصائح فرمائیں۔

کہ دیکھو تم اپنی رضا پر خدا کی رضا کو مقدم کرنا۔ خدا کی طرف دنیا کو توجہ نہیں ہے اس لئے وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا تعالیٰ سے خاص انعام پائیں۔ یہ خیال مت کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ بلکہ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا ہے۔ مبارک ہیں وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھیں گے۔ ابتلاؤں سے نہ ڈریں گے۔ ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور قومیں ان کے ساتھ ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی۔ اور دنیا ان کے ساتھ سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتحیاب ہوں گے۔

آپ نے فرمایا:۔

"مجھے ایک جگہ دکھلائی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہو گی۔۔۔۔ اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔"

چنانچہ آپ نے ایک قطعہ زمین خالصۃً اس مقصد کے لئے خرید کیا اور فرمایا:۔

"اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اس کو بہشتی مقبرہ بنا دے۔ اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی۔ اور خدا کیلئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی۔"

پھر فرمایا:۔

"اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں۔"

اس بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے کے لئے حضور نے بعض بنیادی شرائط عائد فرمائیں۔

۱:۔ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے۔

۲:۔ دوسری شرط یہ تھی کہ ہر موصی یہ وصیت کرے کہ اس کی موت کے بعد اس کے ترکہ کا دسواں حصہ سلسلہ کی اشاعت کے کاموں میں خرچ ہو گا۔ نیز اشاعت دینی کتب، واعظین سلسلہ، یتیم، مسکین، اور ان کے لئے جو کافی وجوہ معاش نہیں رکھتے۔ نیز جائیز ہر گاہ کہ ان اموال کو بطور تجارت ترقی دی جائے۔

۳:۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو۔ اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔

۴:۔ ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے۔

حضور نے اسی رسالہ میں منشائے الٰہی جو اس مقبرہ بہشتی کے بارہ میں ہے کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:۔

"خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں۔"

جہاں تک نظام وصیت کے اخلاقی اور روحانی پہلو کا تعلق ہے تو غرض اس نظام کی یہی ہے کہ زندگی کے تمام لمحات میں ایک موصی غیر موصی سے اتنی زیادہ قربانی پیش کرنے والے اور اعلیٰ نمونہ پیش کرنے والے ہوں کہ غیر موصی ان کی گرد کو بھی نہ پہنچ سکیں۔ اور مکارم اخلاق کے تمام وہ شعبے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے ہیں۔ اور عملی زندگی میں جن کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ ان شعبوں میں غیر موصی سے کہیں آگے بڑھنا نظام وصیت کا تقاضا ہے۔

جہاں تک نظام وصیت کی اہمیت کا تعلق ہے اس سلسلہ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور ان کے آئمہ نے مختلف وقتوں میں نہایت خوبصورت پیرائے میں اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔ جس سے نظام وصیت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اور ہر احمدی کو اس بابرکت نظام میں شمولیت کی ترغیب دلاتی ہے۔

نظام وصیت میں شامل ہونے والے ہر فرد کے لئے جہاں اس کے روحانی پہلوؤں کے بارے میں علم ہونا ضروری ہے وہاں اس شعبہ کے عملی حصہ یعنی دفتری طریق کار کے بارے میں جاننا بھی بہت ضروری ہے۔ جس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس شعبہ کے طریق کار سے ناواقفیت کی بناء پر جو وقت ضائع ہوتا اس کو بچایا جا سکے۔ نیز دوران کارروائی جو الجھنیں محض عدم علم کی بناء پر پیدا ہو سکتی ہیں اس سے بچا جا سکتا ہے۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ نہایت ضروری معلومات قارئین کی خدمت میں پیش ہیں البتہ تفصیل کے لئے احباب "رسالہ قواعد الوصیت" شائع کردہ مجلس کارپرداز نظارت بہشتی مقبرہ ربوہ کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

وصیت کرنیوالے کیلئے شرائط

● ۔۔ وصیت کنندہ کے لئے لازم ہو گا کہ وہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے جملہ دعاوی پر ایمان رکھتا ہو اور مبائع احمدی ہو۔

● ۔۔ متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف۔۔۔۔ ہو۔"

"جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابند احکام۔۔۔۔ ہو اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور۔۔۔۔ خدا کو ایک جاننے والا اور نیز حقوق عباد کو غصب کرنے والا نہ ہو۔"

نظام وصیت

● ۔۔ وصایا اور بہشتی مقبرہ کے انتظام کیلئے ایک مرکزی مجلس ہوتی ہے۔ جس کا نام مجلس کارپرداز وصایا قبرستان ہے۔ اس کے ممبران امام جماعت احمدیہ کی منظوری سے مقرر کردہ علمائے سلسلہ ہوتے ہیں جو موصیان کی راہنمائی اور دیگر عملی امور کے انتظام کی مکمل نگرانی کرتے ہیں۔ تمام موصیان کا فرض ہے کہ وہ اس مجلس میں جو امام جماعت احمدیہ کی نمائندہ ہے۔ کے تمام فیصلہ جات کو دل سے تسلیم کریں اور مکمل تعاون کریں۔

● ۔۔ وصیت کنندہ اپنی جائیداد اور آمدنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر کم از کم ۱/۱۰ اور زیادہ سے زیادہ ۱/۳ کی وصیت کرتا ہے۔ جو صدر انجمن احمدیہ کو ادا کی جاتی ہے۔

● ـــ وصیت کنندہ کیلئے لازمی ہے کہ وہ بقائمی حوش و حواس اور بحالت صحت وصیت کرے۔ مرض الموت کی وصیت جائز نہ ہوگی۔

● ـــ ہر وصیت کنندہ اپنی درخواست ایک مقررہ فارم پر تحریر کرتا ہے۔ جو جملہ کارروائی مکمل ہونے پر بذریعہ مجلس کارپرداز بغرض منظوری صدر انجمن احمدیہ میں پیش ہوتی ہے۔ بوقت منظوری وصیت کنندہ کی قبل از وصیت اخلاقی و دینی حالت کے علاوہ مالی قربانی کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہو کہ وصیت کنندہ وصیت کی روح کو پہچانتا ہے۔

● ـــ بعد منظوری وصیت موصی کو ایک سرٹیفکیٹ مجلس کارپرداز اپنے دستخط اور مہر کے ساتھ جاری کرتی ہے۔

● ـــ اگر کوئی شخص فارم وصیت کی تکمیل کے بعد فارم مقامی کارکنان کے حوالے کردے لیکن وصیت منظور ہونے سے قبل اس کی وفات ہو جائے تو ایسی صورت میں اگر اس کی وصیت تمام شرائط پوری کردے تو وصیت منظور ہو سکتی ہے۔

ہر موصی کے لیئے یہ جاننا ضروری ہو گا کہ حسب حالات قواعد میں ضروری ترمیم و تنسیخ کا سلسلہ جاری رہتا ہے جس کا اطلاق امام جماعت احمدیہ کی منظوری کے بعد ہوتا ہے اسی طرح ہر موصی کے حالات مختلف ہو سکتے ہیں۔ اور ضروری نہیں کہ نئے حالات کے مطابق پہلے سے تیار کردہ قواعد وصیت میں لازمی طور پر ایسا قاعدہ موجود ہو لہذا مجلس کارپرداز گورننگ باڈی کی حیثیت سے انفرادی فیصلہ جات کی مجاز ہے جس کا احترام کرنا اور اس کی بات کو ماننا ہر موصی کا اخلاقی فرض ہے۔

مختلف ممالک / علاقوں میں مختلف ملکی قوانین ملکیت و وراثت رائج ہیں اور ان میں حسب حالات تبدیلی ہوتی رہتی ہے اس لئے ممکن نہیں کہ ایک ایسا لائحہ عمل تیار کیا جا سکے جو ساری دنیا کے قوانین پر حاوی ہو۔ لہذا مجلس کارپرداز امام جماعت احمدیہ کی نمائندگی میں مندرجہ بالا حالات کے مطابق حسب ضرورت انفرادی فیصلہ جات کرنے کی مجاز ہے۔ جس کا احترام کرنا ہم سب کا فرض ہے۔

مجلس موصیان نظام وصیت کو تفصیل کے ساتھ سمجھنے اور اس میں آسانی پیدا کرنے کی غرض سے نیز تربیتی نقطہ نگاہ سے نظام وصیت میں مجالس موصیان کا اجراء کیا گیا ہے۔ ہر ایسی جگہ جہاں تین موصیان ہوں وہاں ایک مجلس موصیان قائم کی جائے گی۔ جس کا ایک صدر ہوگا۔ قیام مجلس موصیان کی بہت برکات ہیں مثلاً مقامی جماعتوں میں نئی وصایا کی تحریک، رسالہ الوصیت اور آئمہ سلسلہ کے ارشادات سے احباب کو باخبر رکھنا نئے موصیان کی راہنمائی کرنے اور ان کی نگرانی کے ساتھ ساتھ مقام وصیت کے حقیقی احترام کے لیئے کوشاں رہنا، ناخواندہ موصیان کو قرآن کریم ناظرہ باترجمہ اور باتفسیر پڑھانے کے لئے منصوبہ بندی کرنا تحریک تعلیم القرآن وقف عارضی کے مطالبات پورا کرنے میں کوشاں رہنا وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جاری کردہ اس عظیم الشان نظام میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو اپنی ذات میں اتنی برکات سمیٹے ہوئے ہے جس کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے یہ نظام جتنا زیادہ قربانیوں کا متقاضی ہو اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر پھل عطا کرنے والا عظیم روحانی پروگرام ہے۔

حضرت فضل عمر وصیت کے عظیم الشان نظام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام دین کو مٹا کر بنایا جا رہا ہے۔ تم تحریک جدید اور وصیت کے ذریعہ سے اس سے بہتر نظام دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو۔ مگر جلدی کرو کہ دوڑ میں جو آگے نکل جائے وہی جیتتا ہے۔ تم جلد سے جلد وصیت کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو۔ وہ مبارک دن آجائے جبکہ چاروں طرف دین حق (ناقل) اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی میں ان سب دوستوں کو مبارک باد دیتا ہوں جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں۔

(تقریر حضرت فضل عمر۔ جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء)

(الفضل ۱۵ اپریل ۱۹۵۱ء)

نور نے مبین ———

تعارف

● شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ کراچی مبارک باد کا مستحق ہے کہ فقر تحریروں پر مشتمل چھوٹی چھوٹی کتابوں کا سلسلہ شروع کر کے جماعت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کر رہا ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے "کونپل"، "چشمہ زم زم"، "سبز اشتہار اور لیکچر سیالکوٹ"، اور "مقدس ورثہ" ہے "کونپل"، پانچ سال تک کی عمر کے بچوں کے لئے تعلیمی اور تربیتی نصاب ہے۔ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کراچی اس کے تعارف میں فرماتی ہیں:۔ کہ قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث نے احمدی خواتین کو ایک نعرہ عنایت فرمایا تھا:۔

"سچے احمدی کی ماں۔ زندہ باد"۔

اس نعرے کو قائم و دائم رکھنے کے لئے لجنہ اماء اللہ کراچی نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایسی ماؤں کی رہنمائی کے لئے جو بچوں کی تربیت کو خصوصی اہمیت دیں، ایسے تعلیمی نصاب مرتب کئے ہیں۔ جو بچوں کی عمر کی مناسبت سے چھوٹے چھوٹے سوال و جواب پر مشتمل ہیں۔ پانچ سال تک کی عمر کے لئے پہلا حصہ "کونپل" اسی سلسلے کی پہلی پیشکش ہے "چشمہ زم زم" کے پیش لفظ میں صدر صاحبہ نے تحریر کیا ہے کہ بشریٰ داؤد صاحبہ سیکرٹری اصلاح و ارشاد ضلع کراچی نے پیارے بچوں کے لئے سیرۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر چھوٹی چھوٹی دلآویز کتابیں تحریر کی ہیں۔ یہ ان کی بہت اچھی کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی بہتر جزا عطا فرمائے۔ یہ کتاب "چشمہ زم زم" میں نے شروع سے آخر تک پڑھی ہے۔ بچوں بڑوں سب کے لئے معلوماتی کتاب ہے "سبز اشتہار اور لیکچر سیالکوٹ"، جسے آسان زبان میں سوال و جواب کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق صدر صاحبہ نے پیش لفظ میں لکھا ہے:۔ "لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کی سیکرٹری اشاعت امۃ الباری ناصر صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے اشاعت کے سلسلہ میں ایک خاص ملکہ عطا کیا ہے۔ اور کراچی میں بہت کام کرنے کی توفیق عطا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہتر جزا عطا فرمائے۔ انہوں نے اپنی بہنوں کی آسانی کے لئے ایک کوشش یہ کی ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک کتاب "لیکچر سیالکوٹ"، اور "سبز اشتہار"، کو آسان لفظوں میں سوال و جواب کی صورت میں تیار کیا ہے۔ حضور کی دونوں کتابیں پڑھنے کے بعد جب اس مجموعہ سوال و جواب پر نگاہ ڈالیں تو پورا مفہوم سامنے آجائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کی کتابیں پڑھنے، سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

"مقدس ورثہ" کے متعلق بشریٰ داؤد صاحبہ جن کی یہ تصنیف ہے نے اپنے تعارف میں لکھا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عشق بزرگوں سے ورثہ میں پایا۔ یہ ورثہ آئندہ نسلوں میں منتقل کرنے کی خواہش تھی۔ مگر فن تحریر سے ناآشنائی مانع رہی۔ مطالعہ کے شوق میں عیسائی مشنریوں کی طبع کردہ ایسی کتب میری نظر سے گزریں جن میں قابل احترام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرتبے کو مبالغہ آمیز بیانات سے ورائے الوہی ہستی کے طور پر پیش کیا گیا تھا۔ انداز تحریر پرکشش اور متاثر کن تھا۔ جس سے ہر عمر کا قاری اثر لئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ سیرت پاک پر لکھنے کا شوق تڑپ بن گیا اور تڑپ کا انداز خوبی اسلوب کا محتاج نہیں ہوتا اب میرا مقصد اولین اس عظیم الشان انسان کی زندگی سے دنیا کو روشناس کرانا ہے تا کہ دنیا جان لے کہ عظمت کس کا مقدر ہے۔ کون خدا کو سب سے پیارا ہے۔ کس کے ہاتھ پر ایک مردہ عالم زندہ ہوا۔ کس کی زندگی تمام خوبیوں کی جامع ہے۔ سیرۃ پاک پر ان گنت کتب دستیاب ہیں۔ یہ کوشش شائد علم میں اضافہ تو نہ کر سکے لیکن جذبہ دل کی طاقت سے دلوں میں محبت پیدا کر دے۔ یوں یہ سعادت تو حاصل ہو سکے گی۔ کہ اپنے آقا کے حضور ان عقیدت کے پھولوں کو نچھاور کر سکوں

یہ چاروں کتابیں نہایت آسان زبان میں لکھی گئیں ہیں اور جماعت کے ہر طبقے کے لئے مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔

بشریٰ داؤد صاحبہ کا یہ کہنا کہ ان کی کوشش شاید علم میں اضافہ تو نہ کر سکے۔ انکسار کا ایک جملہ تو ہو سکتا ہے۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ تمام پڑھنے والوں کا علم کسی ایک خاص حد پر پہنچا ہوا تو نہیں ہوتا۔ کوئی کسی درجہ پر ہے اور کوئی کسی درجہ پر۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ جو لوگ بہت پڑھے لکھے ہیں ان کے لئے تو شاید علم میں اضافے کا باعث نہ بن سکے لیکن آخر سب کے سب لوگ عالم فاضل تو نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ یہ کتاب بچوں سے لے کر بڑوں تک سب کو پڑھنی چاہیئے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ بچوں اور نوجوانوں اور ان لوگوں کے علم میں ضرور اضافہ کرے گی جو عالم فاضل نہیں ہیں۔ لیکن جہاں تک فائدے کا تعلق ہے یہ بچوں سے لے کر بڑوں تک اور کم پڑھوں لکھوں سے لے کر عالم فاضل لوگوں تک سب کے لئے مفید ثابت ہوگی ان کے دلوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبت کا ایک جذبہ پیدا کرے گی۔ ہم ایک دفعہ پھر شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ کراچی کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

● POEMS شمیم شریف خواجہ کا انگریزی زبان میں نظموں کا پہلا مجموعہ ہے آپ نے پشاور لیڈز اور ہوائی میں تعلیم حاصل کی اور پھر ہوم اکنامکس کالج اور پشاور یونیورسٹی میں تدریس کا کام سرانجام دیا۔ اس مجموعے کا دیباچہ ایچ۔ ایم۔ کلوز ایڈورڈ کالج پشاور کے ڈیپارٹمنٹ آف انگلش کے پروفیسر نے لکھا ہے۔ اور تعارفی نوٹ اسلامیہ کالج پشاور کے ایسوسی ایٹ پروفیسر آف انگلش محسن احسان اور انگلش ڈیپارٹمنٹ یونیورسٹی آف پشاور کے چیئرمین داؤد کمال نے تحریر کیا ہے۔

جہاں تک شاعرہ سے تعارف کا تعلق ہے یہ یونیورسٹی آف پشاور کے انگلش ڈیپارٹمنٹ کے چیئرمین اور ریٹائرڈ پروفیسر آف انگلش بشیر الدین صاحب نے تحریر کیا ہے شخصی تعارف میں بشیر الدین صاحب نے شمیم شریف کی گھریلو مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ان کی شاعری میں جہاں کہیں ہلکا سا احتجاج ملتا ہے وہ دراصل ان کی اپنی زندگی کا عکس ہے۔ یہ کہ انہوں نے انگریزی میں نظم لکھنے کا طریق کیوں اپنایا اس کے متعلق ان کا خیال ہے کہ چونکہ ان کی تعلیم انگریزی ماحول میں ہوئی اور انہیں انگریزی ادب اور خاص طور پر انگریزی شاعری سے گہرا لگاؤ رہا اس لئے انہوں نے انگریزی زبان میں اپنے مافی الضمیر اور اپنے ماحول میں پیدا ہونے والے حالات کا تذکرہ کرنا مناسب سمجھا۔

پروفیسر کلوز جنہوں نے اس کتاب کا دیباچہ لکھا ہے کہتے ہیں کہ جونہی میں نے مسودہ دیکھا اور اسے غور سے پڑھا تو میرا پہلا تاثر یہ تھا کہ یہ بالکل سچی شاعری ہے اور اب جب کہ میں نے اسے کئی دفعہ پڑھا ہے میرا پہلا تاثر اپنی جگہ پر قائم ہے وہ کہتے ہیں کہ اگرچہ سب نظمیں تو ایک معیار کی نہیں ہیں اور کسی بھی مجموعہ میں سب نظمیں ایک ہی معیار کی نہیں ہوتیں۔ لیکن اگر کسی نظم کے متعلق یہ کہنا پڑے کہ وہ ناکام ہوگئی ہے تو ایسی نظمیں آپ کو بہت کم ملیں گی۔ اکثر نظمیں اس مجموعے میں ایسی ہیں جنہیں بہت اچھی۔ حقیقی جذبات سے معمور کہا جا سکتا ہے ان میں جذبات کی گہرائی بھی ہے اور فکر کی گیرائی بھی اور وہ اس لئے کہ پروفیسر کلوز کے خیال میں یہ ساری باتیں ان کے دل اور ان کی روح سے تعلق رکھتی ہیں۔ محسن احسان جو خود اردو زبان کے ایک بہت اچھے شاعر ہیں انہوں نے ان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ نظمیں نہایت سنجیدہ ہیں اور سنجیدگی ہی سے محبت کے انتہائی جذبات کو بیان کرتی ہیں

داؤد کمال صاحب نے تو نظموں کے متعلق یہ تبصرہ کیا ہے کہ ان کی خصوصیت اخلاص اور بے ساختگی ہے۔

اس مجموعے کی پہلی نظم کا ترجمہ کچھ یوں ہے

میں ہزاروں کے مجمعے میں اکیلی بیٹھی ہوں۔
جو لوگ میری اس تنہائی میں دخل انداز ہوتے ہیں میں ان کو خوب اچھی طرح محسوس کرتی ہوں۔ موت اور قبر کا روز میرے محسوسات پر اثر انداز نہیں ہوتا کیونکہ میں ان لوگوں کی زندگی میں شرکت کرتی ہوں جو مر چکے ہیں۔ میں ان سے باتیں کرتی ہوں میں ان کی باتیں سنتی ہوں۔ اور حتیٰ کہ میں ان کے چہروں میں ان کے دل کی گہرائیوں میں چھپے ہوئے خیالات کو جان لیتی ہوں۔ ابدیت یہاں موجود ہے ہماری اس دنیا کے عین درمیان۔ جہاں تک زندگی کے ان عجیب و غریب لمحات کی دخل اندازی کا تعلق ہے یہ حقیقی محبت کے لئے تکلیف دہ ہے اچانک ایک چہرہ اس سارے ہجوم میں سے غداری کا روپ اختیار کر لیتا ہے۔ آنکھوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ پھر میں واپس اس دنیا میں آجاتی ہوں جو شکوک و شبہات کی اور درد اور تاریکی کی نہایت بدصورت زندگی ہے۔

اس دنیا میں جو خوشی سے بھرپور ہے اور میری واپسی کا کھلے ہاتھوں سے انتظار کرتی ہے اور دل ہی دل میں آہ بھرتے ہوئے کہتی ہے آہ یہ چڑیل۔ آؤ اس زندگی کا مزا لو دستر خوان چنا جا چکا ہے۔ یہاں پر بھورے رنگ کا شہد جو انتہائی میٹھا ہے ——
مجھے اسے چکھنا ہے لیکن اس کا مزا کڑوا ہو جاتا ہے۔ میں ڈر جاتی ہوں میں سکڑ جاتی ہوں اور میں اپنے آپ کو پیچھے کھینچ لیتی ہوں زندگی کی یہ باتیں نہایت خوفناک ہیں۔

● اس وقت فقیر سید وحید الدین کی کتاب "انجن" کے متعلق کچھ کہنا مقصود ہے۔ یہ کتاب آتش فشاں پبلی کیشنز شبستان سینما ایبٹ روڈ لاہور نے گذشتہ سال شائع کی تھی۔ جسکے ۳۴۷ صفحات ہیں اور قیمت یک صد روپیہ۔ اس کتاب میں مصنف نے بعض بڑی بڑی ہستیوں کے متعلق بعض عجیب و غریب باتیں بیان کی ہیں۔ جو قارئین کی گہری دلچسپی کا باعث ہو سکتی ہیں اور ان بڑی ہستیوں کے متعلق ایک خاص قسم کا تاثر چھوڑ جاتی ہیں۔

لکھا ہے کہ جب فقیر وحید الدین صاحب بمبئی میں قائد اعظم سے ملے۔ قائد اعظم کے دولت خانے پر تو وہ شملہ جانے کی تیاری کر رہے تھے لیکن کسی صورت بھی یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ جلدی میں ہیں۔ قائد اعظم نے انہیں فرمایا کہ انہوں نے مسلمانوں کا کیس تیار کرنا ہے اور یہ سارا کام صرف اور صرف انہیں کرنا ہے جبکہ انڈین نیشنل کانگریس کے کیس کے لئے بہت بڑے بڑے دماغ اس کام پر لگے ہوئے تھے اور سب مل کر یہ کیس تیار کر رہے تھے لیکن قائد اعظم کو اس بات کا یقین تھا کہ وہ اپنی بات منوالیں گے۔

قائد اعظم نے یہ بھی کہا کہ خطوط کے جواب دیتے ہوئے انہیں خاصا وقت صرف کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ یہ کام دوسروں کے سپرد نہیں کر سکتے۔ خط چونکہ ان کے نام ہوتے تھے اس لئے وہ کہتے تھے کہ یہ انکا اخلاقی فرض ہے کہ وہ خود جواب دیں۔

چوہدری محمد ظفر اللہ خان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر تھے اور ان دنوں یہ رواج تھا کہ ہر مہینے اس کونسل کا ایک فرد باری باری وائسرائے کو رات کے کھانے پر بلاتا تھا۔ جب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی باری آئی تو انہوں نے وائسرائے سے کہا کہ وہ رات کے کھانے کا اس لئے انتظام نہیں کر سکتے کہ اس کھانے کے ساتھ شراب پیش کی جاتی ہے اور وہ شراب پیش نہیں کر سکتے اس لئے وہ دوپہر کے کھانے پر وائسرائے کو بلا سکتے ہیں۔ وائسرائے نے محترم چوہدری صاحب کی اس تجویز کو نہایت خوشی سے منظور کر لیا۔

فیض احمد فیض کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے دفتر میں بیٹھ کر پاکستان ٹائمز (جب وہ اسکے مدیر اعلیٰ تھے) کا ایڈیٹوریل لکھنے کے بعد "روزگار فقیر" جو فقیر سید وحید الدین صاحب کی ایک کتاب ہے۔ کا دیباچہ لکھا۔ انکے سامنے کوئی نوٹ نہیں تھے۔ نہ انہوں نے لکھنے کے بعد اس دیباچے کو دوبارہ پڑھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ دیباچہ نہایت شاندار تھا۔ اور بغیر کسی جھول کے۔

کتاب میں ایک ڈپلومے کی تصویر دی ہوئی ہے۔ اس پر اپریل اکیس ۱۹۶۰ء درج ہے۔ یہاں اس بات کا بیان ہے کہ ٹوکیو یونیورسٹی نے اس ڈپلوما ہولڈر کو اعزازی ڈاکٹر آف لٹریچر کی ڈگری عطا کی ہے۔ اس ڈپلومے پر جو نام اور تاریخ لکھی ہے وہ ہے "سر محمد اقبال پیدائش ۲۲ فروری ۱۸۷۳ء وفات ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء"

مصنف نے متعدد ہندو پاک شخصیات کا جن میں سے اکثر پنجاب کے رہنے والے تھے ذکر کیا ہے۔ بہت سے تو ایسے ہیں کہ ان کا ذکر صرف سرسری ہے۔ گویا کہ صرف ذرا سی ملاقات ہوئی۔ اور اس میں جو کچھ سامنے آیا وہ لکھ دیا اس میں مولانا حالی۔ ظفر علی خان۔ نواب بہادر یار جنگ میاں فضل حسین اور سر سکندر حیات ایسی شخصیات ہیں جن کے متعلق زیادہ کچھ نہیں لکھا جا سکا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کی ڈائری کے نوٹ ہیں۔

یہ اہم شخصیات ایسی ہیں کہ قارئین انکے متعلق مفصل حالات جاننے کی خواہش کریں گے۔ اس کتاب میں بہرحال نہایت اختصار کے ساتھ ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

ضروری اعلان

جامعہ احمدیہ کی تاریخ تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔ اس میں ایک باب شاہدین کے مقالہ جات کا ہے۔ تقریباً دو سال مقالہ نویسوں کو اپنے مقالوں پر نام کی بجائے رول نمبر لکھنا ہوتا تھا۔ ایسے تمام شاہدین سے جنہوں نے اپنے مقالوں پر نام کی بجائے رول نمبر لکھا تھا۔ درخواست ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں بلا تاخیر پرنسپل جامعہ احمدیہ یا خاکسار کو اپنے اور اپنے مقالوں کے نامول سے مطلع فرمائیں۔

محمد اسحٰق صوفی "بیت الفضل" دارالعلوم غربی ربوہ

ہم زندہ ہیں محض اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر جو کچھ ملتا ہے خدا سے ملتا ہے
ناظر ماں

مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب۔ ربوہ

جدید علوم کی تحصیل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

— اس زمانہ میں انسان نے بڑی تیزی کے ساتھ نئے نئے علوم اور جدید فلسفے پیش کئے ہیں اور اس کا سلسلہ جاری ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا میں ترقی کرنے کیلئے دنیاوی علوم کا سیکھنا بے حد ضروری ہے لیکن یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ جدید علوم کی تحصیل کا اصلی مقصد یہ ہے کہ ان کی مدد سے اپنے خالق کی مزید شناخت ہو اور قرآنی علوم کے نئے نئے ثبوت مہیا ہوں بلکہ ان جدید علوم کی مدد سے دین حق کی خدمت اور کل ادیان پر اس کی برتری ثابت کی جاسکے۔

اللہ تعالیٰ نے اس بارہ میں انتباہ فرمایا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم ان لوگوں کے پیش کردہ فلسفوں، معاشی اور معاشرتی سکیموں اور علوم سے متاثر ہو کر ان کے پیچھے لگ جاؤ تمہیں یہ بات ہمیشہ مدنظر رکھنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ سے بہتر اور کون سکیمیں پیش کر سکتا ہے۔ اور اس کی تعلیم سے بہتر کس کی تعلیم ہو سکتی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

خدا تعالیٰ کا بنایا ہوا قانون اور اس کی پیش کردہ تعلیم ہر حال میں اور ہر لحاظ سے اعلیٰ اور بے مثل ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ دنیا کے بڑے بڑے عالم اور فلاسفر اور روس اور امریکہ اور یو۔پ کی حکومتیں ایسا قانون یا سکیم پیش کر سکیں جو خدا تعالیٰ کی سکیم کا مقابلہ کر سکے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ علام الغیوب ہے اور وہ اپنے بندوں کے حالات سے خوب واقف ہے اور وہ سب سے بہتر سمجھتا ہے کہ ان کے لئے کون سی چیز مفید ہے اور کون سی مضر۔

آج کل مغرب سے جو آواز آئے اور وہ کسی فلاسفر یا سائنسدان کی طرف منسوب ہو تو اس کا نام علم رکھ دیا جاتا ہے اور بظاہر پڑھے لکھے لوگ اسکے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں، کہ جو بات مشاہدہ سے ثابت ہو جاوے اس کا انکار کم علمی کے مترادف ہے لیکن بغیر کسی ثبوت کے کسی فلسفی کی پیش کردہ تھیوری کو قبول کر لینا بھی کم عقلی کا مصداق اس بارہ میں حضرت فضل عمر فرماتے ہیں:

جو صداقت بھی ہو تم شوق سے مانو اسکو
علم کے نام سے پر تابع اوہام نہ ہو۔!

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مغربی دنیا اور دیگر ممالک کے جدید فلسفی جو نئی نئی تھیوریاں اور سکیمیں پیش کر رہے ہیں ان کو محض اپنا مفاد حاصل کرنا مقصود ہے۔ اور وہ اپنی اسکیمیں بہت خوبصورت شکل دے دے کر ہمیں اپنے حلقہ میں شامل کرنے کیلئے متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ ان کی نئی نئی تھیوریوں اور ازم سے خواہ مخواہ ہم متاثر نہ ہوں بلکہ ع

شکل مے دیکھ کے گر نانہ مگس کی مانند
دیکھ لینا کہ کہیں دُردِ تہِ جام نہ ہو!!!

دنیاوی علوم اور جدید فلسفوں کے حصول کے ساتھ ساتھ یہ ضروری ہے کہ ہم باقاعدگی کے ساتھ قرآنی علوم کا مطالعہ بھی جاری رکھیں تا یہ بنیادی اصول کہ قرآنی تعلیم اور اس کے تمام احکام حکمت پر مبنی ہیں اور ان میں تمام طبائع کا لحاظ رکھا گیا ہے ہم پر بار بار عیاں ہوتا رہے اور ہم پورے شرح صدر سے اس بات کے قائل ہوں کہ حقیقۃً قرآنی تعلیم ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ اور دنیا اپنی نجات کے لئے اس کی محتاج ہے۔

یہ بھی بہت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو اس قدر اعلیٰ تعلیم دی ہے اس پر ہم عمل بھی کریں کیونکہ دنیا سے ہمارا مقابلہ ہے دنیا کے فلسفوں اور سکیموں کا قرآنی تعلیم سے مقابلہ ہے۔ زبان سے یہ کہتے جانا کہ قرآنی تعلیم ہی اچھی اور اعلیٰ ہے۔ یہ تقاضا کرتا ہے کہ اسے اچھا ثابت کرنے کی کوشش بھی کی جائے ورنہ ہم اسے بدنام کرنے والے ہوں گے۔ پس دنیا پر قرآنی تعلیم کی صداقت اور اس کی عظمت ہم اس طرح واضح کر سکتے ہیں کہ قرآنی احکام پر عمل کرنے کی کما حقہ کوشش کرتے رہیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو احکام میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔ اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت پیار کرو، ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ ۔ ۔ ۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ ۔ ۔ ۔ قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے"

(کشتی نوح صفحہ ۲۴-۲۵)

خدا کرے کہ ہم میں سے ہر فرد کیا بڑا اور کیا چھوٹا سب قرآنی علوم کو حاصل کرنے اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے کی حتی الوسعی کوشش کرتا رہے اور دنیا پر عملاً اس کی برتری ثابت کرنے کا موجب ہو، اے خدا ایسا ہی کر۔

جدید علوم اور فلسفوں سے ٹھوکر کھانے سے بچنے کیلئے یہ امر بھی ضروری ہے کہ صحبت صالحین کے مواقع وقتاً فوقتاً پیدا کئے جاتے رہیں۔ اور چاہیئے کہ ہم ایسے بزرگوں کی صحبت سے بار بار استفادہ کرتے رہیں جو صاحب ایمان اور اہل ذکر ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دجالی علوم، فتنوں اور فلسفوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور ہمیشہ ہمیں اس دعا کی قبولیت سے نوازتا رہے۔

نوٹ:۔ اس موضوع پر قارئین کو دعوت دی جاتی ہے کہ اپنی رائے سے دیگر قارئین کو مستفید فرمائیں۔ علم کا حصول ہم سب کے لئے ایک فریضہ ہے۔ مختلف طبقات کے دوست کس طرح علم حاصل کریں۔ اس سلسلہ میں آپ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

(ادارہ)

سچی بوٹی ٹنکچر

ہومیو پیتھک طریق پر تیار کردہ
سچی بوٹی ٹنکچر
پینے میں آسان۔ فوری اثر کیلئے قیمت
فی اونس ۳۰/-
کیور ٹیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ ربوہ
فون سیلز آفس ۷۷، کلینک ۶۰۶ رہائش ڈاکٹر ۶۰۷

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

مسل نمبر ۲۶۹۷۲:۔ میں نثار احمد ولد نذر احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۵-۲۰/۵ ایریا لیاقت آباد کراچی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴/۱/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

(۱) مکان ۵/۲۰ سی ایریا لیاقت آباد کراچی ۱۹/۱ برقبہ ۸۰ مربع گز مالیتی ایک لاکھ پچیس ہزار روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۴۱-۷۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد: نثار احمد ولد نذر احمد صاحب ۵/۲۰ سی ایریا لیاقت آباد۔ کراچی۔ گواہ شد نمبر ۱۔ چوہدری صفیر احمد صاحب چیمہ سیکرٹری وصایا کراچی۔ گواہ شد نمبر ۲۔ سید مقبول جاہ وصیت نمبر ۲۶۰۵۱۔

مسل نمبر ۲۶۹۷۳:۔ میں پروین کوثر زوجہ عبدالشکور باجوہ قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سعد اللہ پور ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵-۱-۸۹ وصیت کرتی ہوں کہ میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

● گیارہ مئی ۱۹۸۹ء کے الفضل میں حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب کے کردار کے بارہ میں جناب فقیر سید وحید الدین صاحب کی کتاب "انجمن" کا اقتباس بہت ایمان افروز تھا۔ حضرت چوہدری صاحب کا وائسرائے ہند کے اپنے ہال ڈنر کو صرف اس لئے لنچ میں بدل دینا کہ پرانے طریق کار کے مطابق ڈنر میں شراب پیش کرنا بھی ضروری تھا۔ جسے حضرت چوہدری صاحب کے دسترخوان پر کسی صورت نہیں لایا جا سکتا تھا ہر با اصول شخص کے نزدیک ایک قابل تعریف فعل سمجھا جائے گا۔

میرے لئے یہ اقتباس شائع کرنا ایک معجزہ سے کم نہیں تھا۔ کیونکہ اس سے ایک ہی روز پہلے میں نے "نوائے وقت" میں اسلام آباد میں ایک محفل کا تذکرہ پڑھا تھا جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ "سرراہے" کے زیر عنوان نوائے وقت میں لکھا تھا:-

"اخباری اطلاعات کے مطابق رمضان کی ستائیسویں رات کو جہاں اسلام آباد کی مساجد میں شبینے ہو رہے تھے۔ وہاں بھارتی سفارت خانے میں بھارتی سفیر جوتندرا ناتھ ڈکشٹ کی "تقریب رونمائی" منعقد ہو رہی تھی۔ جس میں پاکستان کے متعدد سرکردہ سیاست دانوں اور معزز شہریوں نے بھی شرکت کی۔ اخباری اطلاعات کے مطابق بھارتی سفارتخانے میں رات گئے تک محفل ناؤ و نوش جاری رہی۔ اور کثرت شراب نوشی سے بعض مہمانوں کی حالت خراب ہو گئی۔ جنہیں مجبوراً اس حالت میں مجلس کو خیرباد کہنا پڑا کہ وہ راستے میں قے کرتے جا رہے تھے۔ اور ان سے کھڑا بھی نہیں ہوا جاتا تھا"۔

(دس مئی ۱۹۸۹ء)

جناب سیفی صاحب! ان دونوں مضامین کا اس طرح آگے پیچھے آنا کوئی حادثاتی معاملہ نہیں۔ بلکہ یہ ایک خالصتاً الٰہی تصرف تھا۔ تاکہ اخبار بین حضرات کے سامنے دو تصاویر نہایت واضح رنگ میں پیش کر کے ان کے ضمیر خفتہ کو بیدار کیا جائے۔ آپ نے تو شائد "نوائے وقت" کا یہ نوٹ پڑھا بھی نہیں ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بغیر آپ کے ارادہ کے آپ سے ایسا کام کروایا جو آپ کے قارئین کے لئے نہایت سبق آموز ہے۔ معلوم ہوتا ہے آپ ان دنوں اپنے خدا سے بڑی توجہ اور انہماک سے رہنمائی طلب کر رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی رنگ میں دستگیری فرمائی ہے۔

خدا کرے کہ آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اسی طرح پکڑے رہیں اور وہ اسی طرح آپ سے موقع و محل کے مطابق تحریرات شائع کرواتا رہے:

والسلام آپ کا

م۔ م۔ چوہدری

● مبارک احمد صاحب بنک آفیسر نوشہرہ چھاؤنی سے تحریر کرتے ہیں کہ کیا ہی اچھا ہو کہ ہر مہینے ایک دفعہ اچھے کاغذ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور اسی طرح بیرونی مشنوں کی کارکردگی کے بارے میں تصاویر شائع کی جائیں۔

(بہت اچھی تجویز ہے اگر کبھی ممکن ہو سکا تو ہم نہایت خوش دلی کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہونگے) وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ بچوں اور نوجوانوں کے لئے یہ بات تقویت ایمان اور علم کا باعث بھی بنے گی (اس میں کیا شک ہے)

● بشیر احمد صاحب نظام دارالرحمت وسطی ربوہ الفضل کے ایک اداریئے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حقیقت میں دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے۔ اور ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

(نظام صاحب! جو کچھ بھی الفضل کے لئے ہو رہا ہے۔ وہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا نتیجہ ہے۔ ورنہ ہم لوگ جو اس کے ادارتی فرائض انجام دے رہے ہیں خوب جانتے ہیں کہ ہماری کوئی حقیقت نہیں) انہوں نے الفضل کی وساطت سے ساری دنیا میں بسنے پھلنے پھولنے والے ایک کروڑ احمدیوں کو پہلے مرکز اور پھر پاکستانی احمدیوں کی طرف سے بہت بہت مبارک کا تحفہ پیش کیا ہے۔ اور الفضل میں شائع شدہ ایک شعر تحریر کیا ہے۔ ؎

ایک سے ایک کروڑ ہوئے ہیں
کیوں کیسا ہے یہ پھیلاؤ!

● نذیر احمد صاحب خادم ضلع بہاولنگر سے لکھتے ہیں خدا کرے کہ احمدیت کے گلشن کو سیراب کرنے والی یہ نہر اب بغیر کسی رکاوٹ کے جاری و ساری رہے۔ دیکھیں کس حد تک اپنے ضمیر کی آواز اور قلم و تحریر کا بنیادی حق ہمیں ملتا ہے (خادم صاحب ہم آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کے پیغام کو صحیح طور پر ساری دنیا میں پہنچا سکیں۔ اور اس کام میں ہمارے لئے کوئی روک پیدا نہ ہو)

● علی اکبر صاحب سکرنڈ ضلع نواب شاہ سے لکھتے ہیں کہ ہر دیہاتی جماعت میں کم از کم ایک الفضل آنا ضروری ہے۔ جہاں پانچ گھر ہیں وہاں ایک الفضل اور ہر پانچ گھر کے عدد پر ایک الفضل بھی ناکافی ہے۔ لیکن جماعت کی مالی حالت کو دیکھ کر یہ بھی نعمت ہی سمجھنی چاہیئے۔ انہوں نے یہ بات بھی بطور تجویز کے پیش کی ہے کہ ایک ریزرو فنڈ ایسا ہونا چاہیئے کہ جو جماعتیں الفضل کے چندے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتیں وہ الفضل کے فوائد سے محروم نہ رہیں۔ یہاں ہم یہ ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ لاہور کی احمدیہ جماعت نے اس سلسلے میں بہت عمدہ مثال پیش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے!

● سید ناصر سعید گردیزی ربوہ نے چند ایک تجاویز بھیجی ہیں جن پر ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے ہی عمل کر رہے ہیں۔ وہ ہمارا پرچہ پڑھ کر اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ ہم نے کہاں تک ان کی خواہشات کو پہلے ہی پورا کیا ہوا ہے۔

● بیرون پاکستان سے ایک خط محمد سرور جاوید صاحب نے ہمیں تحریر کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اب تو الفضل نکھرتی جا رہی ہے۔ بعض دفعہ ہم باتیں کرتے ہیں کہ کس طرح ۳۲ دشمن دانتوں میں گھری ہونے کے باوجود ہر قسم کے مضامین آ رہے ہیں انہوں نے ایک نہایت دلچسپ بات بھی لکھی ہے وہ کہتے ہیں الفضل گھر میں آتے ہی جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔ بیگم کہتی ہے پہلے میں نے پڑھنی ہے میں کہتا ہوں میں نے۔ لہذا اب میں کوشش کرتا ہوں کہ اخبار دفتر میں ہی پڑھ کر گھر لایا کروں۔

بقیہ: وصایا

دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی ۴½ تولہ مالیتی ۱۵۰۰۰/- روپے (۲) حق مہر ۷۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ پروین کوثر زوجہ عبدالشکور باجوہ ساکن سعد اللہ پور ۵/P خاص ضلع گجرات۔ گواہ شد نمبر ۱۔ مجید احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ سعد اللہ پور۔ گواہ شد نمبر ۲۔ عبدالشکور باجوہ خاوند موصیہ۔

مسل نمبر ۲۶۹۷۴۔ میں فلاح الدین ولد جلال الدین صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن جھنگ صدر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱-۲-۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۵۰۰/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ فلاح الدین ولد جلال الدین مکان ۲۲۸ محلہ سلطانوالہ جھنگ صدر۔ گواہ شد نمبر ۱۔ عبدالغفور ولد چوہدری عمر الدین صاحب محلہ پیر دلوالہ جھنگ صدر۔ گواہ شد نمبر ۲۔ شجاع الدین برادر موصی

اے پاکیزگی کے ڈھونڈنے والو! اگر تم چاہتے ہو کہ پاک دل بن کر زمین پر چلو اور فرشتے تم سے مصافحہ کریں تو تم یقین کی راہوں کو ڈھونڈو۔

نزول المسیح

محترم مولوی ظہور الحسن صاحب (سابق سینیٹر) کا ذکر خیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کے ایک مخلص رکن مولوی ظہور الحسن صاحب مولوی فاضل ۱۴ دسمبر ۱۹۸۸ء کو بعمر ۷۸ سال وفات پا گئے۔ آپ کا تعلق سیالکوٹ کی ککے زئی فیملی سے تھا۔ بچپن میں ہی بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اور قادیان میں تعلیم پائی۔ آپ نے جامعہ احمدیہ سے مولوی فاضل تک تعلیم حاصل کی۔ ابتدائی دور کے اکثر علماء آپ کے نہ صرف ہم جماعت اور ہم عصر تھے بلکہ غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی باہم شریک تھے۔ آپ ایک اچھے کھلاڑی تھے۔ خصوصاً ہاکی کے کھیل میں ممتاز حیثیت تھی۔

علماء کے وفد میں شرکت

قادیان سے علماء کا ایک وفد ۱۹۳۳ء میں ہندوستان کے دورہ پر نکلا۔ اس دورہ کا پروگرام انہی کی تحریک کے نتیجہ میں تیار کیا گیا تھا آپ اس وفد میں شامل تھے۔ یہ وفد دن کے وقت تو معروف و مشہور ٹیموں سے کھیلتا اور جسمانی جوہر دکھاتا اور شب کو علمی تقریروں سے حقائق و معرفت کے انمول خزانے لٹاتا۔ اس دہری کارکردگی سے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں وفد کی دھاک بیٹھ گئی۔ لوگ متعجب تھے کہ یہ کس مٹی اور ضمیر سے تعلق رکھتے ہیں۔

چنانچہ اس وفد نے جالندھر، لدھیانہ، انبالہ، دہلی، علی گڑھ کے شہروں کا دورہ کیا۔ اس وفد کے بارہ میں تاریخ احمدیت کی جلد ہفتم میں یہ رپورٹ ریکارڈ شدہ ہے۔

"۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء میں مولوی ارجمند خاں صاحب کی قیادت میں انتیس ۲۹ افراد پر مشتمل جامعہ احمدیہ کا ایک وفد قادیان سے روانہ ہوا۔ اور ۹ دسمبر ۱۹۳۳ء کو واپس مرکز میں پہنچا۔ اس دورہ کے اصل محرک مولوی ظہور الحسن صاحب۔ مولوی فاضل تھے۔ یہ وفد جامعہ کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا وفد تھا ..... اس وفد کی ایک عجیب خصوصیت یہ تھی کہ اس کے ارکان دن کو کھیلوں کے میچ میں داد تحسین حاصل کرتے اور رات کو اپنی پرجوش اور معلومات افزا تقریروں سے لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتے تھے کہ سبز عمامے پہننے والے قادیان کے عالم بھی عجیب قسم کے ہیں۔ کہ کھیل اور لیکچر ہر دو فنون میں یدطولیٰ رکھتے ہیں۔

والینٹیر کور میں خدمت

۱۹۳۲ء میں ملک کے بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر احمدیہ والینٹیر کور قائم ہوئی تو اس کے ابتدائی اراکین میں سے مولوی ظہور الحسن صاحب بھی تھے۔ بعض جلسوں اور جماعتی پروگراموں میں یہ کور خدمات سرانجام دیتی رہی۔ اور ایک عرصہ تک بے لوث خدمت کرنے والے انہی نوجوانوں کا ہی یہ کام تھا کہ وہ جموں و کشمیر میں شب و روز خدمت میں مصروف رہے۔

قومی خدمات

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں آپ سیالکوٹ سے سینیٹر کے طور پر منتخب ہوئے۔ اس حیثیت سے آپکو قومی خدمات کی توفیق ملی۔ ۱۹۷۴ء میں جب جماعت احمدیہ کے خلاف آئینی ترمیم سینٹ میں پیش کی گئی تو موصوف نے بڑی جرأت اور غیرت کا مظاہرہ کیا مگر آپکو سینٹ سے زبردستی باہر نکال کر ترمیم منظور کی گئی۔

موصوف بڑے بے باک جرأت مند اور باغیرت احمدی تھے۔ بڑے ملنسار اور مہمان نواز تھے۔ ۱۹۸۲ء میں آپ کو وصیت کرنے کی توفیق بھی ملی۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء کو آپ کا جنازہ محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھایا۔ اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ جہاں قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر امور عامہ نے دعا کروائی۔

آپ نے اپنے پیچھے ایک بیوہ اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہیں۔ بیٹی شادی شدہ ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور آپ کی نیکیوں کو قائم رکھنے کی توفیق دے۔

نصر اللہ خاں ناصر۔ ایم اے۔ شاہد
مربی سلسلہ احمدیہ

خبریں

● پاکستان اور بھارت کے درمیان اعلیٰ سطحی مذاکرات ۲۱ مئی سے اسلام آباد میں شروع ہو رہے ہیں۔ دونوں ملکوں کے سکرٹری داخلہ اپنے وفود کی قیادت کریں گے۔ مذاکرات میں منشیات کی سمگلنگ اور دہشت گردی کی روک تھام کی تدابیر پر غور کیا جائے گا۔

● وفاقی وزارت مملکت برائے خزانہ و اقتصادی امور نے ایک اعلان میں کہا ہے کہ آئندہ سال کا بجٹ تیار کرنے میں حکومت کسی عالمی ادارے کا دباؤ قبول نہیں کریگی بجٹ میں دفاعی اخراجات میں کمی بیشی نہیں کی جائے گی۔

● ریلوے ملازمین نے دوسری مرتبہ بھی پہیہ جام ہڑتال کی جس سے لاہور ڈویژن میں پانچ گھنٹے ریل کا انتظام معطل رہا تاہم اس کا اثر سارے ملک محسوس کیا گیا اور مسافروں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ سٹیشنوں پر بپھرے ہوئے مسافروں اور ہڑتالیوں میں تصادم کے نتیجے میں متعدد افراد زخمی ہوئے۔

● وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالنے کے بعد قومی خزانے کو نقصان پہنچانے کے بارے میں جس تحقیقات کی ہدایت کی تھی اسکی ابتدائی رپورٹ وزیراعظم کو موصول ہوگئی ہے اور متعدد ارکان سنگین بے ضابطگیوں کے مرتکب پائے گئے ہیں۔ ان میں ایک سابق وزیراعلیٰ، چھ سابق وزراء، سابقہ شوریٰ کے ۱۳، رکن اور سینٹ اور قومی اسمبلی کے ۴۸، سابقہ و موجودہ ممبر شامل ہیں۔

● امریکہ نے پاکستان کو مزید دو فریگیٹ دیئے ہیں جو منگل کو پاک بحریہ میں شامل ہو گئے ہیں ان کے نام "خیبر" اور "اصلات" ہیں۔ یہ فریگیٹ آبدوزوں کے خلاف کارروائی کی استعداد رکھتے ہیں اور ان پر زمین اور فضا میں مار کرنے والے میزائل نصب ہیں۔

● گوجرانوالہ میں سکولوں کے محسن بچوں کے ذریعے ہزاروں روپے مالیت کی منشیات گاہکوں تک پہنچانے کے دھندے کا انکشاف ہوا ہے اور اس سلسلہ میں درجنوں افراد کو حراست میں لیکر بچوں سے بھی معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔

● وفاقی جرمنی پاکستان کو مختلف منصوبوں کی تکمیل کیلئے ۳۲۰ کروڑ ۹۰ لاکھ ساٹھ ہزار ڈالر کی امداد دے گا۔ اس سے پاکستان کے قرضوں کی ادائیگی کا توازن بہتر ہونے کی توقع ہے۔

نرینہ اولاد سے محروم
بے اولاد۔ اٹھرا
سوکھا۔ گرمی
گیس کا علاج کرنیوالے

(رجسٹرڈ)
حضرت حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ

حضوری باغ روڈ
نزد پرانی کوتوالی
ملتان

ہر ماہ کی ۲۵ سے ۲۷ تاریخ تک حکیم عبدالحمید اعوان مطب میں حاضر ہوتے ہیں